جمعرات 14 اکتوبر 2021ء | 07 ربیع الاول 1443 ہجری قمری | 14 اخاء 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:244

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡجَارِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡجَارِ الۡجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالۡجَنۡۢبِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ وَ مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ مَنۡ کَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ﴿۳۷﴾

(النسآء:37)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

لَا یَدۡخُلُ الۡجَنَّۃَ قَاطِعٌ

رحمی تعلقات کو توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہو گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب باب اثم القاطع)

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو بدلے میں تعلق جوڑے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے جس سے جب تعلق توڑا جائے تو وہ تعلق جوڑے۔

(صحیح بخاری، کتاب الادب باب لیس الواصل بالمکافی)

فرمانِ خلیفہ وقت

’’اگر تم سے کوئی صلہ رحمی کر رہا ہے یا اچھے اخلاق سے پیش آ رہا ہے تو تم اس کے بدلے میں اچھے اخلاق سے پیش آ ؤ۔ اگر کوئی تعلق توڑنا بھی چاہتا ہے تو اس سے تعلق جوڑو۔ تو دیکھیں کتنی پیاری تعلیم ہے۔ صلح کا ہاتھ تم پہلے بڑھاؤ اگر ہر مسلمان اس پر عمل کرنا شروع کر دے تو کیا کوئی جھگڑا باقی رہ جاتا ہے۔ ہر طرف امن کی فضا قائم ہو جائے گی۔ اب یہ تعلیم جو ہے اس کو رواج دینا اور یہ اعلیٰ اخلاق اپنے رشتہ داروں کو سکھانا آج ہر احمدی کا کام ہے۔ تب ہی تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تم صلح میں پہل کرو اور سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ تب ہی یہ اعلیٰ اخلاق کا معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 23 جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- حمدِ باری تعالیٰ (منظوم)
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور طب
- حضرت رحمت بی بیؓ
- سورۃ طٰہٰ اور الانبیاء کا تعارف

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

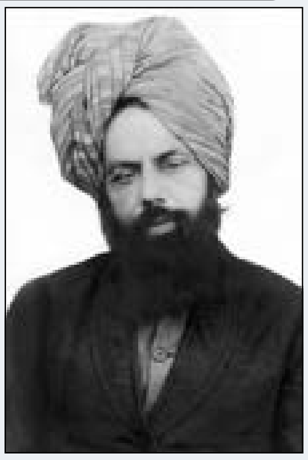

صلہ رحمی کے درجے

دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ اُن سے کچھ تعرّض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اُس کی آزار کی عوض میں تُو اس کو راحت پہنچاوے اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔

پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیرخواہی بجالاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلّف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 551، 552)

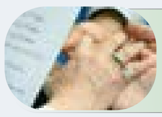

دربارِ خلافت

گرداب سے میرا بچ جانا بطفیل برکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا تھا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت بالکل نوجوان تھا۔ کپور تھلے میں ایک رات مجھے ایک خواب آیا کہ ایک ہاتھی ہے۔ میں اُس کے نیچے آ گیا ہوں اور اس کا پیٹ میرے اوپر ہے۔ جب صبح ہوئی تو خانصاحب عبدالمجید خان صاحب نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب! آج دریائے بیاس میں طغیانی آئی ہوئی ہے اور ہم ہاتھیوں پر بغرضِ سیر و تفریح وہاں دریا کا نظارہ دیکھنے کے لئے جانے کے لئے تیار ہیں۔ آپ بھی ضرور تشریف لے چلیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جا سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آج رات میں نے ایک سخت منذر خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں ہاتھی کے نیچے آ گیا ہوں۔ لیکن وہ یہ خواب سن کر بھی برابر اصرار ہی کرتے رہے اور میں بار بار انکار کرتا کیونکہ میرے قلب پر اس خواب کا بہت بڑا مہیب اثر مستولی ہو رہا تھا۔ اور جب میں نے خانصاحب سے یہ فقرہ سنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ دریا پر جانے کے لئے ہاتھیوں پر سوار ہو کر جانا ہے تو ہاتھیوں کا نام سن کر اور بھی میرے دل پر اس خواب کا شدید اثر محسوس ہوا۔ پھر تو میں نے شدت کے ساتھ انکار کیا اور ساتھ جانے سے اعراض کیا۔ پھر خانصاحب کے ساتھ اور کئی دوست بھی جانے کے لئے مصر ہوئے (اصرار کرنے لگے۔) اُن دوستوں کے بے حد اصرار کی وجہ سے آخر میں نے سمجھا کہ قضا و قدر یہی مقدر معلوم ہوتی ہے کہ جو کچھ وقوع میں آنا ہے وہ ہو کر رہے۔ تب میں بادل نخواستہ اُن کے ساتھ تیار ہو گیا اور دوستوں نے کئی ہاتھی تیار کئے اور تین ہاتھی تھے یا چار جن پر دوست سوار ہوئے۔ مجھے بھی خانصاحب موصوف نے اپنی معیت میں ایک ہاتھی پر سوار کیا۔ جب دریا پر گئے تو قضاء و قدر نے ظاہری ہاتھیوں کی صورت میں تو اس منذر خواب کی حقیقت ظاہر نہ ہونے دی بلکہ اس کے لئے ایک دوسرا پیرایہ اختیار کیا کہ جب ہم ہاتھیوں سے اُتر کر برلبِ دریا کھڑے ہو کر نظارہ کرنے لگے تو ایک نوجوان کو دیکھا کہ اس طغیانی کے موقع پر دریا کا پل جو اپنے نیچے کئی درے رکھتا تھا، وہ اس کے قریب کے دَر سے پل کے اوپر سے چھلانگ لگا کر کود پڑتا، پھر پل کے نیچے سے قریب کے دَر سے گزر کر دوسری طرف نکل آتا۔ میں بھی کچھ کچھ تیراکی جانتا تھا۔ میں نے اُسے کہا کہ بھائی! آپ قریب کے دَر سے گزرتے ہیں، بات تب ہو کہ آپ کسی دور کے دَر سے گزریں۔ اُس نے کہا دریا زوروں پر ہے کیونکہ طغیانی کا موقع ہے۔ اس لئے کسی دور کے در سے پُل کے نیچے سے گزرنا اس وقت بہت مشکل ہے۔ میں نے کہا تیراکی آتی ہے تو پھر کس بات کا خوف ہے؟ اُس نے کہا کہ آپ تیراکی جانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! کچھ جانتا ہوں۔ اُس نے کہا پھر آپ ہی گزر کے دکھائیں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ میں نے لنگوٹ پہن کر دور کے دَر سے گزرنے کی غرض سے پل کے اوپر سے چھلانگ لگائی۔ پہلی دفعہ تو میں درے کے پل کے نیچے سے صاف گزر گیا لیکن دوسری دفعہ پھر اَور دُور کے دَر سے گزرنے کے لئے چھلانگ لگانے لگا۔ جب پل کے اوپر سے میں نے چھلانگ لگائی تو اتفاق سے جہاں میں نے چھلانگ لگائی اور گرا وہ سخت بھنور اور گرداب کی جگہ تھی۔ (یعنی اُس جگہ میں بہت زیادہ بھنور تھا۔) جہاں پانی چکی کی طرح بہت ہی بڑے زور سے چکر کھا رہا تھا۔ میں گرتے ہی اس گرداب میں پھنس گیا اور ہر چند کوشش کی کہ وہاں سے نکل سکوں لیکن میری کوشش عبث ثابت ہوئی۔ آخر میں اسی گرداب میں کچھ وقت تک پانی کی زبردست طاقت کے نیچے دب گیا اور میرے لئے بظاہر اس گرداب سے نکلنا محال ہو گیا۔ اور میری مقابلہ کی قوتیں سب کی سب بیکار ہونے لگیں اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ دو تین منٹ کے اندر اندر اب میری زندگی کا نظام درہم برہم ہو کر میرا کام تمام کر دیا جائیگا۔ اُس وقت سب احباب جو پل کے اوپر سے میری اس حالت کا نظارہ کر رہے تھے وہ شور کرنے لگے کہ ہائے افسوس! مولوی صاحب گرداب میں پھنس کر اپنی زندگی کے آخری دم توڑنے کو ہیں۔ اُس وقت عجیب بات قضاء و قدر کے تصرف کی یہ تھی کہ احباب باوجود

بقیہ صفحہ 3 پر

حمدِ باری تعالیٰ

اعلیٰ تری تخلیق، تُو ذیشان ہے مولا
ہم سب کا فقط تُو ہی نگہبان ہے مولا

میں گرچہ گنہگار، تُو رحمان ہے مولا
بے کس پہ کرم کرنا تری شان ہے مولا

گمراہ مسافر کو ہے تُو راہ دکھاتا
بھٹکا ترے رستے سے یہ انسان ہے مولا

تیرے ہی اشارے پہ چمکتے ہیں ستارے
خورشید و قمر سے تری پہچان ہے مولا

بخشش کا طلبگار ہے ہر شخص جہاں میں
ہر بندۂ ناچیز کا تُو مان ہے مولا

بن مانگے عطا کرتا ہے ہر جنّ و بشر کو
اِس عالمِ خاکی کا تُو سلطان ہے مولا

ہر صبح و مسا نام ترا لیتی ہے بشریٰ
ہر سانس مری کرتی یہ گردان ہے مولا

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور طب

از ملفوظات جلد دہم شائع شدہ 1984ء

قسط 3

اَلْقَوْلُ الطَّیِّبُ۔۔ جائے عبرت

مختلف قسم کی بیماریوں کا ذکر تھا۔فرمایا:

ڈاکٹروں کے واسطے عبرت کے نظاروں سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے بہت موقعہ ہوتا ہے۔قسم قسم کے بیمار آتے ہیں۔بعض کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جاتے ہیں۔بعض کی ایسی حالت ہوتی ہے کہ شدت بیماری کے سبب لَا مِنَ الْاَحْیَآءِ وَلَا مِنَ الْاَمْوَاتِ۔ نہ زندوں میں داخل نہ مردوں میں۔لیکن ایسے نظاروں کو کثرت کے ساتھ دیکھنے سے سخت دلی بھی پیدا ہوجاتی ہے۔اور ضروری بھی ہے کیونکہ نرم دل اور رقیق القلب ایسا کام نہیں کرسکتا کیونکہ سرجری کا کام بہت حوصلے کا کام ہے۔

(صفحہ 4)

علم طبابت ظنّی ہے

علم طبابت ظنّی ہے۔کسی کو کوئی دوا پسند کسی کو کوئی۔ایک دوا ایک شخص کے لئے مضّر ہوتی ہے دوسرے کے لئے وہی دوا نافع۔دوائیوں کا راز اور شفا دینا خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہے کسی کو یہ علم نہیں۔کل ایک دوائی میں استعمال کرنے لگا تو الہام ہوا ’’خطرناک‘‘ دوائیں اندازہ کرنے پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔بلکہ ضرورتوں کو لینا چاہیئے۔

(صفحہ 115)

سفوف بھلاوہ

سفوف بھلاوہ کا ذکر تھا۔فرمایا:

باہ کے مایوسوں کے واسطے مفید ہے۔

(صفحہ 235)

اونٹ کی سواری

فرمایا:

اونٹ کی سواری بھی محلل ہے۔امراض ذیابیطس سلس البول کو مفید ہے۔

(صفحہ 236)

ڈاکٹروں اور طبیبوں کے لئے جامع نصائح

طاعون اور ہیضہ وغیرہ وباؤں کا ذکر تھا۔فرمایا:

بدقسمت ہے وہ انسان کہ ان بلاؤں سے بچنے کے واسطے سائنس، طبعی یا ڈاکٹروں وغیرہ کی طرف توجہ کر کے سامان تلاش کرتا ہے اور خوش قسمت ہے وہ جو خداتعالیٰ کی پناہ لیتا ہے۔......

ہماری جماعت کے ڈاکٹروں سے میں چاہتا ہوں کہ ایسے معاملات میں اپنے ہی علوم کو کافی نہ سمجھیں بلکہ خدا کا خانہ بھی خالی رکھیں اور قطعی فیصلے اور یقینی رائے کا اظہار نہ کردیا کریں کیونکہ اکثر ایسا تجربہ میں آیا ہے کہ بعض ایسے مریض جن کے حق میں ڈاکٹروں نے متفقہ طور سے قطعی اور یقینی حکم موت کا لگا دیا ہوتا ہے ان کے واسطے خدا کچھ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ وہ بچ جاتے ہیں اور بعض ایسے لوگوں کی نسبت جو کہ اچھے بھلے اور بظاہر ڈاکٹروں کے نزدیک ان کی موت کے کوئی آثار نہیں نظر آتے خدا قبل از وقت ان کی موت کی نسبت کسی مومن کو اطلاع دیتا ہے۔اب اگرچہ ڈاکٹروں کے نزدیک اس کا خاتمہ نہیں۔مگر خدا کے نزدیک اس کا خاتمہ ہوتا ہے اور چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آجاتا ہے۔

علم طب یونانیوں سے مسلمانوں کے ہاتھ آیا مگر مسلمان چونکہ مؤحد اور خدا پرست قوم تھی۔انہوں نے اسی واسطے اپنے نسخوں پر هُوَالشَّافِی لکھنا شروع کر دیا۔ہم نے اطبّاء کے حالات پڑھے ہیں۔علاج الامراض میں مشکل امر تشخیص کو لکھا ہے۔پس جو شخص تشخیص مرض میں ہی غلطی کرے گا وہ علاج میں بھی غلطی کرے گا کیونکہ بعض امراض ایسے ادق اور باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔پس مسلمان اطباء نے ایسی دقتوں کے واسطے لکھا ہے کہ دعاؤں سے کام لے۔مریض سے سچی ہمدردی اور اخلاص کی وجہ سے اگر انسان پوری توجہ اور درد دل سے دعا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر مرض کی اصلیت کھول دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی غیب مخفی نہیں۔

(صفحات 344۔ 345)

(ابوسعید)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

واویلا کرنے اور شور مچانے کے کہ میں ڈوب رہا ہوں، اُنہیں یہ بات نہ سوجھ سکی کہ وہ سر سے پگڑی اتار کے ہی میری طرف پھینک دیتے، تا میں اس پگڑی کا ایک سرا پکڑ کر کچھ بچاؤ کی صورت اختیار کرسکتا۔مگر یہ خیال کسی کی سمجھ میں نہ آسکا۔اب میری حالت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ عالمِ اسباب کے لحاظ سے بالکل مایوس کن حالت ہو رہی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میری زندگی کا سلسلہ اب صرف چند لمحوں تک ختم ہو جانے والا ہے اور مَیں آخری سانس لے رہا ہوں۔اتنے میں قضاء و قدر نے ایک دوسرا سین بدلا اور حضرت خالق الاسباب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طفیل برکت، جن کی اجازت اور ارشاد کے تحت خاکسار نے کپور تھلے کا سفر اختیار کیا تھا، میری حفاظت اور بچاؤ کے لئے بالکل ایک نئی تجلّی قدرت کی نمایاں فرمائی اور وہ اس طرح کہ میں جس گرداب میں غوطے کھا رہا تھا اور کبھی نیچے اور کبھی اوپر اور کبھی پانی کے اندر اور کبھی پانی سے باہر سر نکالتا تھا اور جو کچھ یہ ہو رہا تھا میری طاقت اور اختیار سے باہر کی بات تھی، اُس وقت پانی اپنی طغیانی اور طاقت کے ساتھ مجھ پر پورے طور پر متصرف نظر آتا تھا کہ ناگاہ کسی زبردست ہاتھ نے مجھے اُس گرداب کے چکر سے باہر پھینکا اور زور کے ساتھ اتنا دور پھینکا کہ میں کنارے کی طرف ایک ببول کا بہت بڑا درخت جو دریا کے کنارے سے دریا کے اندر دور تک گھرا پڑا تھا اُس کی شاخ میرے ہاتھ میں محض قدرت کے تصرف سے آگئی اور میں سنبھل گیا اور شاخوں کا سہارا لے کر دیر تک آرام کی خاطر وہاں خاموش کھڑا رہا۔پھر خدا کے، ہاں محض حضرت خیر الراحمین کے فضل و کرم سے میں باہر سلامتی کے کنارے تک پہنچ گیا۔اُس وقت مجھے وہ خواب اور اُس کی یہ تعبیر آنکھوں کے سامنے آگئی۔اور مجھے اُس وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ قضاء و قدر رؤیا میں ہاتھی کے نیچے آنے کی تعبیر میں کبھی ہاتھی کی جگہ کوئی دوسری آفت بھی ظاہر کر دیتی ہے۔حالانکہ اس سفر میں ہاتھی پر ہی ہم سوار ہو کر دریا پر پہنچے لیکن رؤیا کا انذاری پہلو ہاتھی کی جگہ دریا کے حادثہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔

دوسرے مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ گرداب سے میرا بچ جانا بطفیل برکات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوا تھا اور آپ کی اجازت اور ارشاد کے ماتحت میرا کپور تھلے میں آنا اور خدمتِ سلسلہ میں تبلیغ کا کام کرنا، اس کی وجہ سے میں ہلاکت سے بچایا گیا ورنہ اسباب کے لحاظ سے حالات بالکل مایوس کن نظر آتے تھے۔‘‘

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ۔غیرمطبوعہ۔جلد 10 صفحہ 19، 25، 28)

تو یہ واقعات بھی صحابہ کی ایمانی حالت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یقین کا اظہار کرتے ہیں۔حضرت مولوی صاحب نے جس طرح بیان فرمایا ہے اگر کوئی دنیادار ہوتا تو اس کو اتفاقی بات قرار دیتا کہ اتفاق ایسا ہوا کہ دریا نے مجھے پھینک دیا۔لیکن حضرت مولوی صاحب نے دین کی خاطر سفر کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو اس کی وجہ قرار دیا۔تو یہ ہے جو ایمانی حالت ہے جو ہم سب میں پیدا ہونی چاہئے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 20 / اپریل 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ڈاکٹر محمود احمد ناگی۔ اوہایو، امریکہ

حضرت رحمت بی بیؓ

صحابیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

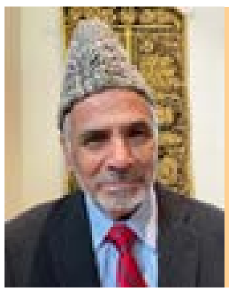

ولادت: 1875ء۔ بیعت: 1902ء۔ وفات: 17 مارچ 1958ء

حضرت رحمت بی بی رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ صحابیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تھیں۔ آپ کے نکاح کی خود حضرت مسیح موعودؑ نے اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ آپؑ نے میاں محمد موسیٰ صاحب کو فرمایا۔ ’’ہاں بہت مبارک ہو۔ میں دعا کروں گا۔‘‘

تعارف

حضرت رحمت بی بی رضی اللہ عنہا کا سن ولادت 1875ء ہے۔ خاکسار ڈاکٹر محمود احمد ناگی ان کا پوتا ہے۔ اُن کی شادی حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ 1902ء میں ہوئی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس شادی کے لئے دعا کی۔ میاں محمد موسیٰ اور ان کے تمام اہلِ خانہ نے 1902ء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ انہوں نے 1905ء میں آپؑ کی دستی بیعت کا بھی شرف حاصل کیا۔ اس شادی کے بارے میں لاہور تاریخ احمدیت میں لکھا ہے:

چند بار آمد ورفت ہو جانے کی وجہ سے میں نے حضورؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میرا ارادہ ایک اور نکاح کرنے کا ہے۔ ابھی میں یہ کہنا ہی چاہتا تھا کہ حضور دعا فرمائیں کہ حضور نے فوراً فرمایا:

’’ہاں، بہت مبارک ہو، میں دعا کروں گا۔‘‘

چنانچہ اس کے بعد میں نے تیسرا نکاح کیا اور یہ رشتہ بہت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ میری یہ اہلیہ بہت متقی ہیں اور موصیہ بھی۔

حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ کے بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بڑے لڑکے میاں عبدالمجید صاحبؓ یکم جنوری 1903ء کو پیدا ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے تقریباً ایک سال پہلے 1907ء میں بیعت کر کے صحابہ میں اپنا نام لکھوا لیا۔

(لاہور تاریخ احمدیت مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب، ’’حاجی میاں محمد موسیٰ‘‘، صفحہ 306، مطبوعہ فروری 1966ء)

حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ کی باقی اولاد کے نام درج ذیل ہیں:

لڑکوں میں میاں عبدالماجد صاحب، میاں محمد احمد صاحب، میرے والد میاں محمد یحییٰ صاحب اور میاں مبارک احمد صاحب شامل ہیں۔ لڑکیوں میں مریم بی بی صاحبہ زوجہ عبدالخالق صاحب، زینب بی بی صاحبہ زوجہ عبدالعزیز صاحب اور عائشہ بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری بشیر احمد صاحب آف جہلم ہیں۔ یہ سب وجود وفات پا چکے ہیں۔

میرے والد میاں محمد یحییٰ صاحب اپنی والدہ کو بے بے جی کہتے تھے۔ ابا جان کو والدہ سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ ان کی ہر بات من وعن مانتے اور کوشش کرتے کہ وہ خوش رہیں۔ ان کی کوئی بات نہ ٹالی اور نہ کبھی کوتاہی برتی۔ ہماری دادی صاحبہ نے سارے خاندان کو اتفاق کی مالا میں پرویا ہوا تھا۔ سب میں پیار محبت تھا۔ ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔ سب بچوں پر ان کا رعب اور دبدبہ تھا۔ سب ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے تھے۔

صحابی اور صحابیات خاندان میاں محمد موسیٰؓ

1-حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ۔

2-والدہ حضرت میاں محمد حسین رضی اللہ عنہا۔ حضرت میاں محمد حسینؓ میاں محمد موسیٰؓ کے فرزند اکبر تھے اور آپؓ کی پہلی بیوی سے تھے۔

3-حضرت میاں محمد حسینؓ صاحب فرزند اکبر میاں محمد موسیٰؓ صاحب۔

4-بے بے حاجنؓ صاحبہ رضی اللہ عنہا، دوسری زوجہ حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ صاحب رضی اللہ عنہ۔

5-حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ، حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ کی زوجہ نمبر تین اور خاکسار کی دادی محترمہ۔

6-حضرت میاں عبد المجید صاحبؓ فرزند حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ۔

حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ کے تین پوتے خدام الاحمدیہ لاہور کے زیر اہتمام دریائے راوی لاہور پر پکنک کے دوران دریا میں کشتی الٹنے سے ڈوب گئے تھے۔ دو ہفتوں کے بعد ان کی سب سے چھوٹی صاحبزادی عائشہ بیگم اہلیہ چوہدری بشیر احمد صاحب آف جہلم پاکستان ایک طویل بیماری کے بعد اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ بچوں کے ڈوبنے کے غم کے بعد یہ نیا حادثہ رونما ہوگیا۔ میاں محمد موسیٰ صاحب نے چپ سادھ لی جیسے خدا تعالیٰ نے انہیں صبر عطا کر دیا ہو۔ کسی قسم کا ناشکری کا کوئی کلمہ زبان پر نہ آیا۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ ڈوبنے والے بچوں اور اپنی صاحبزادی کے لئے دعائیں کرتے رہتے تھے۔ یہ سارے صدمات آخر کار جان لیوا ثابت ہوئے اور 24 دسمبر 1945ء کو وہ خود بھی اس جہانِ فانی سے اپنے مولا کے پاس حاضر ہو گئے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، میاں محمد موسیٰ کی وفات‘ 25 دسمبر 1945ء صفحہ 2)

دو ماہ سے کم عرصہ میں خاندان کے پانچ افراد وفات پا گئے۔

حضرت رحمت بی بیؓ کے بڑے بیٹے کا حضورؑ سے معانقہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱مئی 2012ء بابت روایات صحابہ حضرت محمد موسیٰ صاحبؓ کے بیٹے میاں عبدالمجید صاحبؓ کا مندرجہ ذیل واقعہ یوں بیان فرمایا:

’’ایک دفعہ میرے لڑکے جس کی عمر اس وقت تقریباً 4 برس تھی نے اس بات پر اصرار کیا کہ میں نے حضرت صاحب کو چمٹ کر جپھی (معانقہ) ڈال کر ملنا ہے۔ (یہ واقعہ غالباً 1907ء کا ہے)۔ اس نے مغرب سے لے کر صبح تک یہ ضد جاری رکھی اور ہمیں رات کو بہت تنگ کیا۔ صبح اُٹھ کر پہلی گاڑی میں اسے لے کر بٹالہ اور وہاں سے ٹانگے پر ہم قادیان گئے۔ قادیان پہنچتے ہی حضرت صاحبؑ کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ عبدالمجید آپ کو ملنا چاہتا ہے۔ گلے ملنا چاہتا ہے یا جپھی ڈالنا چاہتا ہے (چھوٹا سا بچہ تھا عمر 4 سال تھی)۔ حضورؑ اس موقع پر باہر تشریف لائے اور عبدالمجیدؓ آپ کی ٹانگوں کو چمٹ گیا اور اس طرح اس نے ملاقات کی اور پھر وہ 4 سال کا بچہ کہنے لگا ’’ہن ٹھنڈ پے گئی اے (یعنی بھرپور تسلّی ہوگئی ہے۔ ناقل)۔‘‘

(روایات صحابہ، غیر مطبوعہ، رجسٹر 11 صفحہ 11 تا 12، خطبات مسرور 2012ء صفحہ 295)

حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا سے تعلق محبت

حضرت امّ المؤمنین رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ کے بڑے بیٹے میاں عبدالمجید صاحبؓ کے گھر واقع نیلا گنبد لاہور 1951-52ء کے لگ بھگ تشریف لائی تھیں۔ اس کا خاکسار ڈاکٹر محمود احمد ناگی چشم دید گواہ ہے۔ میری عمر اس وقت تقریباً 8 سال تھی۔ حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ (خاکسار کی دادی جان) اور گھر کی دوسری خواتین بھی موجود تھیں۔ وہ گھر کے صحن میں ایک

تخت پوش پر تکیہ لگائے بیٹھی ہوئی تھیں۔سب بچوں کو دعا اور پیار سے نوازا۔یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اپنی دادی جانؓ کے ہمراہ اس عظیم روحانی ہستی سے فیض یاب ہوا۔

میاں محمد یحییٰ صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضرت اماں جانؓ ہمارے آبائی گھر فلیمنگ روڈ لاہور پر بھی تشریف لاتی رہتی تھیں۔خاکسار کی خوشدامن عائشہ بیگم صاحبہ دختر حضرت محمد موسیٰؓ نے اس قیمتی وجود کے لئے دوپٹے پر کیش کا کام صرف ایک دن میں مکمل کر کے بطور تحفہ دیا تھا۔حضرت اماں جانؓ نے وہ دوپٹہ اوڑھ لیا اور بہت دعائیں دیں۔

غیر احمدی گھرانوں میں شادیاں نہ کرنا

حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام دیانت داری سے قبول کی۔حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے احمدیت سے حد درجہ کی عقیدت اور محبت تھی۔حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آنے کے بعد گاؤں کے رشتہ داروں نے آپ سے رشتہ ناطہ توڑ لیا مگر انہوں نے اس کی قطعاً پرواہ نہ کی۔اپنا میل ملاپ صرف اور صرف احمدی خاندانوں تک محدود رکھا۔ان کے شوہر میاں محمد موسیٰؓ نے ان پر واضح کر دیا تھا کہ ہم احمدی ہیں اور اپنے بچوں یا ان کی اولادوں کی شادیاں صرف احمدیوں گھرانوں میں کریں گے۔حضرت حاجی میاں محمد موسیٰ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رحمت بی بیؓ صاحبہ نے اپنے تمام بچوں کے رشتے احمدی گھرانوں میں کئے۔ان کے آبائی گاؤں کے غیر احمدی احباب نے اُن سے دوبارہ تعلق قائم کیا۔انہوں نے انہیں خوش آمدید کہا۔اپنے غیر احمدی عزیزوں کو صاف صاف بتا دیا کہ وہ اپنے بچوں کی شادیاں ان کے گھروں میں نہیں کریں گے۔

گھر میں پنج وقتہ نماز کی پابندی کروانا

حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ گھر میں چھوٹے بڑوں کی پنج وقتہ نماز کی پابندی کرواتی تھیں۔میں نے بچپن سے دیکھا کہ گھر میں باجماعت نماز ہوا کرتی تھی۔حلقہ کے احمدی احباب اس میں شامل ہوتے تھے۔ جب خاکسار چار پانچ سال کا ہوا تو میری دادی جان مجھے اپنے ساتھ جائے نماز پر کھڑا کرلیتیں اور ساری نماز اونچی آواز میں ادا کرتیں تا کہ مجھے نماز یاد ہو جائے اور نماز ادا کرنے کا طریقہ آجائے۔

مغرب سے پہلے گھر واپس لوٹنے کا حکم

خاکسار نے بچپن سے مشاہدہ کیا کہ بڑوں چھوٹوں سب کے لئے گھر میں مغرب تک واپس آنے کا دستور رائج تھا۔دادی جان سختی سے سب اہل خانہ کو مغرب سے پہلے گھر لوٹنے کی سختی سے تلقین کرتیں اور اگر کسی وجہ سے کوئی لیٹ ہوجاتا تو بے چین ہوجاتیں اور گھر کے خارجی دروازے کھڑی رہتیں۔لیٹ آنے والے کو معقول وجہ بتانی پڑتی۔

1953ء کے احمدیوں کے خلاف فسادات

1953ء میں جب احمدی گھروں کو بلوائیوں نے لوٹنے کا پروگرام بنایا تو خاکسار کے والد میاں محمد یحییٰ گھر کی حفاظت کے لئے اپنی بندوق سے پہرہ دیتے۔ان کی والدہ حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ نے انہیں حکم دیا کہ بچوں کو ساتھ لے کر گھر سے کوچ کر جائیں۔وہ والدہ کی بات کو نہ ٹال سکے جس کی وجہ سے ساری املاک اور گھر کو جلایا گیا۔یہ ضرور ہوا کہ سب خدا کے فضل سے سلامت رہے۔گھر والے تقریباً دو ماہ کے لئے ماڈل ٹاؤن لاہور شفٹ ہوگئے۔گھر جب واپس آئے تو گھر صرف اینٹوں پر کھڑا تھا۔ظالموں نے گھر کے دروازے تک جلا دیئے۔گھر کی کوئی چیز نہ بچ سکی۔

رفائے عامہ کا ایک واقعہ

دادا جان میاں محمد موسیٰ کو بیعت سے پہلے جب بھی کاروبار سے فرصت ملتی تو وہ اپنی زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے گاؤں چلے جاتے اور فصل مالیہ وغیرہ کا حساب کرتے۔عام طور پر میری دادی جان بھی ان کے ہمراہ ہوتیں تا کہ اگر ضرورت پڑے تو ان کو بھی زمینی معاملات کا علم ہو۔گاؤں جانے کے لئے تین سے چار میل کا سفر پیدل کرنا پڑتا تھا۔کوئی سڑک نہ تھی اور بارشوں کے دنوں میں بہت تکلیف اُٹھانا پڑتی تھی۔ایک دفعہ گاؤں جاتے ہوئے ہماری دادی جان ایک ندی نالہ پھلانگتے ہوئے گر پڑیں۔بہت چوٹیں آئیں۔دادا جان نے کچھ دنوں کے بعد ہی گاؤں کے رستے میں تمام ندی نالوں پر پل بنوا دیئے اور گاؤں تک کچی سڑک بنوا دی۔اس کے علاوہ راستہ میں مسافروں کے پانی پینے کے لئے ہینڈ پمپ لگوا دیا۔

وفات

1957ء میں حضرت رحمت بی بیؓ صاحبہ کو کینسر تشخیص ہوا۔ان دنوں اس کا کوئی خاطر خواہ علاج نہ تھا۔لاہور کے ایک ہسپتال میں ان کا اپریشن ہوا۔ایک سال میں ہی کینسر دوبارہ پھیل گیا۔یہ قیمتی وجود 17 مارچ 1958ء کو لاہور میں اپنے مولائے حقیقی سے جا ملا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ 82 برس عمر پائی۔آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں قطعہ خاص کی چار دیواری کے قریب دفن ہیں۔

(لاہور تاریخ احمدیت مرتبہ حضرت شیخ عبد القادر صاحب، ”حاجی میاں محمد موسیٰ“، صفحہ 312)

آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰہِدِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الۡحَقِّ ۙ وَنَطۡمَعُ اَنۡ یُّدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۵﴾

(المآئدہ: 84-85)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کر لے۔ اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ اور اُس حق پر ایمان نہ لائیں جو ہمارے پاس آیا جبکہ ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہمیں نیک لوگوں کے زُمرہ میں داخل کرے گا۔

یہ قرآن مجید میں مذکور نیک نصرانیوں کی ایمان کے اقرار اور حصولِ نیکی و پاکیزگی کی دعا ہے۔

اس سے پہلے کی آیت میں مذکور ہے کہ

یقیناً تو مومنوں سے دشمنی میں سب سے زیادہ سخت یہود کو پائے گا اور ان کو جنہوں نے شرک کیا۔ اور یقیناً تُو مومنوں سے محبت میں قریب تر اُن لوگوں کو پائے گا جنہوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ ان میں سے کئی عبادت گزار اور رہبانیت اختیار کرنے والے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ اِستکبار نہیں کرتے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سورۃ طٰہٰ اور الانبیاء کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ طٰہٰ

یہ مکی سورت ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو چھتیس آیات ہیں۔

یہ طٰہٰ کے حروفِ مقطعات سے شروع ہوتی ہے اور یہ مقطعات کسی اَور سورت کے آغاز میں بیان نہیں ہوئے۔ اس کے معنی ہیں: اے پاک رسول اور ہادیٔ کامل۔

اس سے پہلی سورت میں جن ہولناک جنگوں کی خبر دی گئی ہے لازماً یہ خبریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر گراں گزرتی ہوں گی اس لئے اللہ تعالیٰ نے تاکیداً فرمایا کہ ان کے نتیجہ میں تُو کسی دکھ میں مبتلا نہ ہو۔ یہ اس کی طرف سے تنزیل ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور وہ رحمان ہے جس نے عرش پر قرار پکڑا۔

چونکہ تمام رسالتیں رحمانیت کے نتیجہ میں ہی عطا کی جاتی ہیں اور گزشتہ سورت کی طرح اس سورت میں بھی رحمانیت ہی کا مضمون جاری ہے اس لئے ایک دفعہ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے رحمانیت کے سبب آپ کو اپنا رسول بنایا۔ وہ تمام احسانات جو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرمائے گئے وہ تمام تر رحمانیت کے نتیجہ میں تھے۔

اسی سورت میں جادوگروں کے سجدہ ریز ہونے کا ذکر ہے اور فرعون کی طرف سے ان کو انتہائی خطرناک سزاؤں کی دھمکی کا بھی۔ لیکن جنہوں نے رحمٰن خدا کے جلوے دیکھ لئے ہوں وہ ایسی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتے۔ پس ان کا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان ہر قسم کی دھمکی کے باوجود پوری طرح قائم رہا۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھ سے وہ پہاڑوں کے بارہ میں سوال کرتے ہیں۔ پہاڑوں کے بارہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی سوال نہیں کیا گیا تھا۔ ہاں پہاڑوں جیسی بلند طاقتوں کے متعلق مشرکین پوچھتے تھے کہ ان کے ہوتے ہوئے تُو کیسے کامیاب ہوگا۔ ایک طرف کسریٰ کی حکومت کا پہاڑ تھا اور دوسری طرف قیصر کی حکومت کا پہاڑ تھا۔ تو اس کا یہ جواب سکھایا گیا کہ دنیا کی بڑی بڑی متکبر قومیں خواہ پہاڑوں کی طرح سر بلند ہوں اس وقت تک ایمان نہیں لاتیں جب تک ان کا تکّبر توڑ نہ دیا جائے اور وہ ایسے صحرا کی ریت کی طرح نہ ہو جائیں جو پوری طرح ہموار ہو اور اس میں کوئی بلندی اور پستی دکھائی نہ دے۔ جب یہ ہوگا تو وہ ایک ایسے رسول کی پیروی کریں گے جس میں کوئی کجی نہیں پائی جاتی۔

آیت نمبر 109 میں بھی صفتِ رحمان کی تکرار ہے اور اس کے بعد آنے والی آیت نمبر 110 میں بھی رحمان کے جلوے کا ذکر ہے جس کے رعب اور شان کے حضور تمام آوازیں مدھم پڑ جائیں گی گویا سب اگر گفتگو کرتے بھی ہیں تو سرگوشیوں میں۔

اس کے بعد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھر ذکر چھیڑا گیا ہے کیونکہ آپ کی پیدائش بھی رحمانیت کے جلوے کے تابع تھی۔ اور پہلی بار آپ کی شریعت کے چار بنیادی پہلو بیان فرمائے گئے ہیں یعنی یہ کہ جو کوئی بھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرے گا اس کے لئے ضمانت ہے کہ نہ وہ بھوکا رہے گا اور نہ ننگا اور نہ پیاسا رہے گا اور نہ دھوپ میں جلے گا۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ پھر صبر کی تعلیم دی گئی ہے کہ دشمن کی ایذا دہی پر صبر سے کام لے اور اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح، سورج نکلنے سے پہلے بھی کر اور اس کے غروب سے پہلے بھی اور رات کی گھڑیوں میں بھی اور دن کے دونوں کناروں پر بھی۔ اس آیت کریمہ میں دن رات کی تمام نمازوں کا ذکر فرما دیا گیا ہے۔

اس سورت کے آخر پر فرمایا کہ کہو کہ سب انتظار کر رہے ہیں کہ اس کشمکش کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ تم بھی انتظار کرو۔ پس تم پر خوب کھول دیا جائے گا کہ سیدھے راستے پر چلنے والا کون ہے اور وہ کون ہے جو ہدایت پاتا ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 522-521)

سورۃ الانبیاء

یہ مکی سورت ہے اور اس کا زمانہ نزول نبوت کا چوتھا یا پانچواں سال ہے۔ بسم اللہ سمیت اس کی ایک سو تیرہ آیات ہیں۔

جس حساب کا پچھلی سورت کے آخر پر ذکر تھا کہ لوگ جوابدہ ہوں گے اور تجھ پر یہ بات کھل جائے گی کہ تُو ہی ہدایت پر قائم ہے، اس سورت کے آغاز میں یہ ذکر فرمایا گیا کہ وہ حساب کی گھڑی آ پہنچی ہے لیکن اکثر اس بات سے غافل ہیں۔

پھر اس سورت میں فرمایا گیا کہ تجھ سے پہلے بھی ہم نے مردوں ہی میں سے رسول مبعوث فرمائے تھے اور انہیں ایسے جسد عطا نہیں کئے گئے جو بغیر کھانے کے زندہ رہ سکیں۔ یہاں ضمناً حضرت مسیحؑ کی الوہیت کا بھی ردّ کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ تو زندگی بھر کھاتے پیتے رہے۔

اس کے معاً بعد یہ بیان کیا گیا کہ جاہل لوگوں نے زمین سے ہی معبود گھڑ لئے ہیں۔ اور پھر ایک عظیم الشان دلیل اس امر پر دی ہے کہ دو خدا ہو ہی نہیں سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو زمین و آسمان میں فساد پھیل جاتا اور ہر خدا اپنی پیدا کردہ تخلیق کو لے کر الگ ہو جاتا اور کائنات میں ایسا رخنہ اور فساد پڑتا کہ پھر کبھی دور نہ ہو سکتا۔ حالانکہ کائنات میں جدھر بھی نظر دوڑاؤ اس میں کوئی دوئی کا نشان تک نہیں ملتا۔ اسی لئے فرمایا کہ ہم نے اس سے پہلے بھی جتنے رسول بھیجے ان کی طرف بھی وحی کرتے رہے کہ ایک اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

آیت نمبر 27 میں ان کے جھوٹے دعویٰ کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا پکڑ لیا ہے۔ مگر جب بھی ایک بیٹے کو فرضی معبود بنایا جائے تو پھر وہ ایک فرضی معبود نہیں رہتا بلکہ اَور بھی اس مفروضے میں شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ چنانچہ معاً بعد فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام کی طرح اَور بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے پاک بندے ہیں جن کو اللہ کا شریک ٹھہرایا گیا۔

اس کے معاً بعد ایک ایسی آیت ہے جو کائنات کے اسرار پر سے ایسا پردہ اٹھاتی ہے جو اُس زمانے کے انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ فرمایا: یہ ساری کائنات ایک مضبوطی سے بند کئے ہوئے ایسے گیند کی شکل میں تھی جس میں سے کوئی چیز باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ پھر ہم نے اس کو پھاڑا اور اچانک ساری کائنات اس میں سے پھوٹ پڑی اور پھر پانی کے ذریعہ ہر زندہ چیز کو پیدا فرمایا۔ اور پانی کے معاً بعد ’’رَوَاسِی‘‘ کے ساتھ اس پانی کے نازل ہونے کے نظام کا ذکر فرما دیا۔ اور پھر یہ ذکر فرمایا کہ کس طرح آسمان، زمین اور اہلِ زمین کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر زمین و آسمان اور تمام اجرام کی دائمی گردش کا ذکر فرمایا اور جس طرح زمین اور آسمان دائمی نہیں ہیں اسی طرح یہ بھی متوجہ فرمایا کہ انسان بھی دائم رہنے والا نہیں اور اے رسول! تجھ سے پہلے جتنے لوگ زندہ تھے ان میں سے کسی کو بھی دوام نہیں بخشا گیا۔

پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام انبیاء کا ذکر ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمانیت کا فیض پہنچایا۔ اور یہ نہ ٹلنے والا مضمون بیان فرما دیا کہ جب کسی بستی کے بسنے والوں کو ایک دفعہ ہلاک کر دیا جائے تو وہ دوبارہ کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں بھی جب بظاہر سائنسدان مُردوں کو زندہ کرنے کا دعویٰ کریں گے ایسا نہیں ہو سکے گا۔

اس سورت میں آگے چل کر زمین و آسمان کی صف لپیٹ دینے کا ذکر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا گیا کہ یہ ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ اسی کائنات سے جو ایک دفعہ عدم میں ڈوب جائے گی، نئی کائنات پیدا کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اس کا اعادہ کرتا رہے۔

اس سورت کے آخری رکوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل عالَم کے لئے رحمان خدا کا مظہر قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ تجھے بھی ہم نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس سورت کی آخری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ کے حضور یہ عرض کرتے ہیں کہ تُو میرے درمیان اور میرے مکذّبین کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما۔ اور چونکہ آپؐ رحمان کے نمائندہ ہیں اس لئے سب دنیا کو متنبہ کر رہے ہیں کہ ربِّ رحمان اپنے اس بندے کو تنہا نہیں چھوڑے گا جو اُس کی رحمانیت کا کُل عالَم کے لئے مظہر ہے۔

اس کے بعد سورۃ الحج آتی ہے جو اس بات کا کامل ثبوت ہے کہ تمام دنیا کے انسانوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ مبعوث ہوئے تھے اور بیت اللہ وہ واحد جگہ ہے جہاں تمام دنیا سے بنی نوع انسان ادائیگی حج کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 542-541)

سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ سلسلہ امریکہ

عَلَيْكَ الصَّلٰوۃُ عَلَيْكَ السَّلَامُ

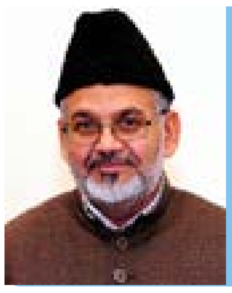

اسلامی کیلنڈر کا تیسرا بابرکت مہینہ ربیع الاول ہے جس میں ہمارے آقا سرورِ کائنات حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ جو دنیا کے لئے رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ بن کر نازل ہوئے اور آپ کا پیغام رحمت، محبت اور امن و سلامتی سارے جہان کے لئے ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کی کہ ربیع الاول کے اس بابرکت مہینہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی لیکن تاریخوں میں اختلاف ہے کہ کس تاریخ کو ہوئی۔

علامہ شبلی نعمانی اور علامہ سید سلیمان ندوی ؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سیرت النبی جلد اول میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کی تاریخ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

’’تاریخ ولادت کے متعلق مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں انہوں نے ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت 9 ربیع الاول بروز دوشنبہ مطابق 20 اپریل 571ء میں ہوئی تھی۔‘‘

مصنف مزید لکھتے ہیں کہ محمود فلکی نے جو استدلال کیا ہے وہ کئی صفحوں میں آیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن اس قدر متفق علیہ ہے کہ وہ ربیع الاول کا مہینہ اور دوشنبہ کا دن تھا اور تاریخ 8 سے لے کر 12 تک میں منحصر ہے۔ ربیع الاول مذکور کی ان تاریخوں میں دوشنبہ کا دن نویں تاریخ کو پڑتا ہے ان وجوہ کی بناء پر تاریخ ولادت قطعاً 20 اپریل 571ء تھی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اپنی تصنیف سیرت خاتم النبیین ﷺ میں ولادت آنحضرت ﷺ کے متعلق لکھتے ہیں:

’’واقعہ اصحاب الفیل کے 25 روز بعد 12 ربیع الاوّل مطابق 20 اگست 570ء کو یا ایک جدید اور غالباً صحیح تحقیق کی رو سے 9 ربیع الاول مطابق 20 اپریل 571ء بروز پیر بوقت صبح آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین جلد اول صفحہ 93)

ظہور قدسی کے عنوان سے علامہ شبلی نعمانی اپنی تالیف میں مزید لکھتے ہیں کہ:

ارباب سیر اپنے محدود پیرایۂ بیان میں لکھتے ہیں کہ:

’’آج کی رات ایوان کسریٰ کے 14 کنگرے گر گئے آتش کدہ فارس بجھ گیا، دریائے ساوہ خشک ہوگیا۔‘‘ لیکن اس کے بارے میں جب سیرت خاتم النبیین (ﷺ) کا مطالعہ کیا گیا تو انہوں نے تحقیق سے یہ بات لکھی کہ

’’مؤرخین نے آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق بعض عجیب عجیب واقعات لکھے ہیں مثلاً یہ کہ اس وقت کسریٰ شہنشاہ ایران کے محلات میں سخت زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس کا مقدس آتشکدہ جو صدیوں سے برابر روشن چلا آتا تھا دفعۃً بجھ گیا اور بعض دریا اور چشمے خشک ہوگئے اور یہ کہ آپ کے اپنے گھر میں بھی رنگ رنگ کے کرشمے ظاہر ہوئے وغیرہ ذالک۔ مگر یہ روایتیں عموماً کمزور ہیں۔‘‘

(سیرت خاتم النبیین ﷺ جلد اول صفحہ 93)

ربیع الاول جو اسلامی مہینوں کا تیسرا مہینہ ہے اور جس میں لوگ عید میلاد النبی اور جلسہ ہائے ولادت نبی ﷺ کرتے ہیں کی وجہ سے جب اخبارات، TV میں خبریں دیکھے اور سنتے ہیں تو جستجو پیدا ہوتی ہے کہ آیا یہی مقاصد تھے رسول اللہ کی ولادت کے؟

خاکسار نے گزشتہ اخبارات میں شائع ہونے والے چند کالم بھی پڑھے اور گوگل پر جا کر کچھ علماء کی تقاریر اور فیس بک پر کچھ ویڈیو Clipings بھی سنیں اور دیکھیں تو معلوم ہوا کہ بعض دانشمند لوگوں نے اس قسم کے عید میلاد النبی ﷺ اور اس قسم کی روایات جو آج کل برصغیر پاک و ہند میں رائج ہوگئی کو نظر استحسان سے نہیں دیکھا بلکہ اس کے برعکس اسے غلط اور ناجائز قرار دیا اور کچھ عمدہ نصائح بھی سننے کو ملیں مثلاً ایک ویڈیو کلپ جو ڈاکٹر قاری عبدالباسط صاحب کی ہے اور یہ ان کا پیغام Message ٹی وی پر آیا تھا جسے Facebook والوں نے چڑھایا ہوا تھا وہ کہتے ہیں کہ

سیرت پاک کا عملی پہلو اپنانے کی بجائے اور آپ کی زندگی کو اسوہ بنانے کی بجائے ہم میں بنیادی کمزوری یہ واقع ہوگئی ہے کہ ہم چراغاں کرتے ہیں، قمقمے لگاتے ہیں، جھنڈیاں لگانے میں مصروف ہونے کے ساتھ ساتھ اب جلسے جلوس نکالنے تک ہی ہو کر رہ گئے ہیں، سیرت منانے میں پوری قوم میدان میں نکل آئی ہے۔ انہیں یہ بنیادی نقطہ سمجھ لینا چاہئے کہ سیرت منانے کی چیز نہیں بلکہ سیرت اپنانے کی چیز ہے۔ انہوں نے ایک مثال سے اس کو واضح کیا کہ اگر کسی کی والدہ بیمار ہے اور آخری وقت ہو اور وہ اپنے بیٹے یا بیٹی کو کہے کہ مجھے پانی پلا دو بیٹا یا بیٹی آ کر ان کے ہاتھ چومنے لگ جائیں، پاؤں چومنے لگ جائیں اور یہ کہتے جائیں کہ امی جان ہمیں آپ سے بے حد محبت ہے، لیکن پانی نہ پلائیں۔ پھر وہ پانی مانگے تو اسے آ کر چومنے لگ جائیں، اور اپنی محبت الفاظ میں بیان کرنے لگ جائیں تو کیا والدہ کی پیاس بجھ جائے گی وغیرہ۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ لوگ سیرت تو خوب مناتے ہیں محبت وعقیدت کا تو خوب اظہار کرتے ہیں مگر جب سیرت پر عمل کرنے کا موقع آتا ہے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے، قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہ جائے گا، غیبت نہیں کرنی، سود نہیں کھانا۔ الکحل کے بارے میں کہیں گے کہ ایسی دوائی نہ لو جس میں الکحل ہو، ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں الکحل ہو مگر صبح سے شام تک غیبت کرکے منوں اور ٹنوں مردہ بھائیوں کا گوشت کھاتے جائیں گے انہیں ایک قطرہ الکحل کا نظر آتا ہے مگر یہ چیزیں نظر نہیں آتیں آج ہمارے علماء، سیاستدان اور ہمارے گھروں میں سوائے غیبت کے اور کیا ہے؟

اس طرح ایک عالم دین کا ویڈیو کلپ دیکھا۔ انہوں نے عید میلاد النبی ﷺ کے بارہ میں کہ منانا چاہئے جو جواب دیا اس کا خلاصہ بھی لکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ

یہ لوگ جو 12 ربیع الاول کو آپ ﷺ کا یوم ولادت مناتے ہیں یہ لوگ دراصل آپ کی وفات کا دن مناتے ہیں۔ آپ کی پیدائش کا دن اور تاریخ کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے۔ یہ لوگ بس اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں، وہ مزید کہتے ہیں کہ صحابہ بھی تو آنحضرت ﷺ سے محبت کرتے تھے انہوں نے تو کبھی یہ دن نہ منایا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی نہ منایا تھا۔ وہ اپنی تحقیق سے مزید کہتے ہیں کہ یہ آنحضرت ﷺ کی وفات سے 500ھ سال بعد تک کسی ملک میں بھی نہ منایا گیا تھا پہلا حکمران فاطمی جس نے مصر میں یہ کام شروع کیا تھا، انہوں نے یعنی فاطمی حکمران نے جب یہ دیکھا کہ عیسائی کرسمس مناتے ہیں تو آنحضرت ﷺ کا مقام تو حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر ہے تو انہوں نے یہ منانا شروع کر دیا وہ کہتے ہیں کہ فقہ کے 4 بڑے امام گزرے ہیں امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل۔ ان میں سے کسی نے بھی نہ یہ دن منایا نہ منانے کی تلقین کی۔ آنحضرت ﷺ کا مقام ان سے زیادہ اور کون جانتا تھا مگر کسی نے بھی اس بارے میں سوچا تک نہ تھا۔

اسی طرح ایک اور عالم کی ویڈیو کلپ دیکھی جن کا نام مولانا اسحاق تھا انہوں نے اس بارے میں وضاحت کی اور کہا کہ 600ھ سے پہلے اس قسم کی کوئی بات کہیں نہ ملتی ہے نہ پائی جاتی ہے الملک المظفر کے زمانہ میں جو عراق میں تھا ابن دحیہ نے پہلا مولود لکھا اور اس کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔

وہ کہتے ہیں کہ اب اس سے آگے یہ جلوسوں تک نوبت جا پہنچی ہے۔ جب کہ اس کی کوئی سند ملتی ہی نہیں تو پھر جلوس نکالے جائیں یا کوئی خاص دن منایا جائے یہ سب غیر رسمی باتیں ہیں جو بات ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جو دین، جو پیغام اور جو تعلیم آپ لائے تھے اس پر عمل کیا جائے جن کو سال بعد یاد کرنا ہے وہ بے شک مناتے رہیں ہمیں تو ہر وقت یاد رہتا ہے، اور رہنا چاہئے۔

محترمہ سعدیہ قریشی صاحبہ نے ایک روزنامے میں ’’امکان‘‘ کے تحت اپنے کالم میں لکھا:

’’آج مسلمانوں کی بے وقعتی دیکھ کر خیال آتا ہے کہ ہم تو دنیا

کے سب سے پر امن، متوازن اور قابل عمل مذہب کے ماننے والے ہیں لیکن ہم نے اپنی بے علمی اور بے عملی کی بدولت دین روشن کو محض روایتوں اور ملوکیت میں الجھا کر رکھ دیا ہے ہم نے تو نعتِ رسولؐ کے تقدس کو بھی خالص رہنے نہیں دیا۔‘‘

انہوں نے اپنے کالم میں چند شعراء کے نعتیہ کلام کے نمونے بھی پیش کئے انہوں نے جن شعراء کا ذکر کیا ان میں عرفی، حفیظ تائب، احمد ندیم قاسمی وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔

احمد ندیم قاسمی کا یہ شعر بھی انہوں نے نقل کیا کہ

؎ یہ کہیں خامئ ایمان نہ ہو
میں مدینے سے پلٹ آیا ہوں

آخر میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کی مدح میں ایک نعت کے کچھ اشعار بھی لکھے ہیں۔

ان معلومات سے ایک بات تو بہر حال سمجھ آجانی چاہئے کہ ہمیں آنحضرت ﷺ کی سیرت کو اپنانا چاہئے۔ آپ کی تعلیمات سے اپنے دلوں کو روشن کر کے اعمال کو زینت بخشنی چاہئے، تقدس کے ساتھ ساتھ عملی پہلو جس میں سارے مسلمان بہت کمزور ہیں، کو مضبوط کرنا چاہئے۔ اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت دیں کہ اسلام پیار، امن، محبت، کا مذہب ہے اور یہ ہر ایک کا احترام سکھاتا ہے۔ اور اختلافِ عقیدہ، اختلاف رائے کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے کی جان ہی لے لی جائے۔ یہ رسول اللہ کا اسوہ نہ تھا۔ نہ آپ کی تعلیم تھی۔

آپ کی سیرت پر سارا سال لیکچر ہوں، سارا سال آپ کی تعلیمات پر آگاہی دینی چاہئے، تلقین کرنی چاہئے کہ لوگ آپ کے بارے میں سیرت کی کتب پڑھیں اور پھر قرآن و سنت کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالیں۔ اگر یہ نہیں تو جلسے اور جلوس خواہ خشکی پر، خواہ سمندر میں، خواہ فضاؤں میں کئے جائیں وہ سب بے معنیٰ ہیں۔ آیئے یہ عہد کریں کہ آپ ﷺ کے اسوہ پر عمل کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

مضمون کو میں حضرت علامہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ کے نعتیہ کلام پر ختم کرتا ہوں:

سلام بحضور سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم

بہ درگاہِ ذی شان خیر الانام
شفیع الوریٰ، مرجع خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام
یہ کرتا ہے عرض آپ کا اک غلام
کہ اے شاہِ کونین عالی مقام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ

حسینان عالم ہوئے شرمگیں
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نور جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
کہ دشمن بھی کہنے لگے۔ آفریں
زہے خلق کامل۔ زہے حسن تام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپؐ کے دم سے اس کا قیام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ

محبت سے گھائل کیا آپؐ نے
دلائل سے قائل کیا آپؐ نے
جہالت کو زائل کیا آپؐ نے
شریعت کو کامل کیا آپؐ نے
بیان کر دیئے سب حلال و حرام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
وہ سب جمع ہیں آپؐ میں لامحال
صفات جمال اور صفات جلال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ

مقدس حیات اور مطہر مذاق
اطاعت میں یکتا، عبادت میں طاق
سوارِ جہانگیرِ یکراں بُراق
کہ بگُزَشُت از قصر نیلی رَواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ

علمدار عُشّاق ذات یگاں
سپہدارِ افواج قدوسیاں
معارف کا اک قلزُم بیکراں
اِفاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَامُ

(الفضل 12جون 1928ء)

اعلان وفات

- مکرمہ امتہ الشافی صدیقی اہلیہ ڈاکٹر عبد المنان صدیقی شہید ۔ شکاگو امریکہ سے یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتی ہیں:

خاکسار کی بے حد پیاری، بہت سی خوبیوں کی مالک اور بے لوث دعائیں کرنے والی عظیم امی مورخہ 26 ستمبر 2021ء کو 90سال کی عمر میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ مکرم کریم احمد نعیم ابن حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ذاتی معالج حضرت مصلح موعودؓ کی اہلیہ محترمہ تھیں نیز مکرم محسن نعیم آف میامی، امریکہ اور مکرم منعم نعیم چیئرمین ہومنیٹی فرسٹ امریکہ کی والدہ تھیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر شیخ غلام احمد حیدر آف لاہور کی بیٹی اور مکرم ڈاکٹر عبد المنان صدیقی شہید کی خوش دامن تھیں۔

والدہ محترمہ خاندان میں سائبان کی طرح تھیں اور بے لوث دعائیں کرنے والی تہجد گزار خاتون تھیں۔ آپ امریکہ قیام کے دوران چار جماعتوں سے منسلک رہیں۔ آپ چاروں جماعتوں کے افراد سے اس قدر محبت سے پیش آئیں کہ آپ کے وہاں سے چلے جانے کے بعد بھی احباب جماعت نے آپ کو یاد رکھا۔ ہر کسی سے پیار، محبت کا سلوک کرنا، تحائف دینا، ان کے لئے دعائیں کرنا، مخلص مشورے دینا، مستحق حضرات کی مناسب مدد کرنا آپ کا خاص وصف تھا۔

توکل علی اللہ مثالی تھا۔ امریکہ جیسے مادی دنیا میں ہم پانچ بہن بھائیوں کی نیک تربیت کی۔ جمعہ کا خاص اہتمام فرماتیں۔ اپنے تمام چندے بروقت ادا کرنے کی فکر رہتی۔ ہم اولاد کی تربیت کی اس قدر فکر رہتی کہ کوئی موقع تربیت کا ہاتھ سے جانے نہ دیتی۔ آپ صاحب الرؤیا خاتون تھیں۔ سچی خوابیں آپ کو کثرت سے آتیں۔ افراد خاندان آپ کو دعا کے لئے کہتے۔ خلافت سے حد درجہ پیار تھا۔ آخری عمر تک خطبہ باقاعدگی سے سنتی۔ آپ کی وفات پر میامی جماعت کے ہر کس و ناکس کے منہ پر تھا کہ ہماری جماعت ایک عظیم دعائیں کرنے والی بزرگ خاتون سے محروم ہوگئی ہے۔ آپ کی ہیوسٹن کے احمدیہ قبرستان میں تدفین ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے دو بیٹے (جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) اور تین بیٹیاں مکرمہ امتہ العزیز نگہت اہلیہ رفیع احمد، صدر جماعت بروکلین نیویارک، مکرمہ امتہ الرافع رفعت اہلیہ رضی احمد ہیوسٹن اور خاکسار یادگار چھوڑے ہیں۔ قارئین الفضل سے مرحومہ والدہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ صدمہ ہمیں برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 20

گزشتہ چند اسباق سے حروفِ ربط پر بحث جاری ہے۔ آج بھی اسی سلسلے میں بات ہوگی۔ سب سے پہلے حرفِ ربط کی تعریف ذیل میں دی گئی ہے۔

حرفِ ربطPreposition

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہوسکتا ہے اور کیفیت وحالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ان شاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ گزشتہ سبق میں ہم نے آگے اور طرف کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ تاہم آج کے سبق میں تحقیق کے بعد حروفِ ربط کی ایک نئی فہرست پیش کی جارہی ہے اور کوشش ہوگی کے ان تمام حروف کو مثالوں سے واضح کیا جاسکے۔

فہرست حروفِ ربط

بنا، پر، تک، تئیں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نزدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

نیچے وہ حروف دیے جارہے ہیں جن کا ذکر ہوچکا ہے

کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف، نزدیک یا پاس

آج کے سبق کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں بنا یا بغیر، لئے، پار، پیچھے

بغیر، بنا اور بلا Without

ایک حرفِ ربط کی حیثیت سے بغیر' بھی وقت، جگہ اور کیفیت کے لحاظ سے واضح کرتا ہے کہ اشیاء کے درمیان کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

بغیر یعنی کسی چیز کا نہ ہونا

مسجد نمازیوں کے بنا یا بغیر ویران ہوتی ہے۔

یعنی اگر نمازی نہ آئیں تو مسجد ویران ہوجاتی ہے۔

ہمارے گاؤں کا ہسپتال ایک اچھے ڈاکٹر کے بغیر بے کار ہے۔

یعنی 'بغیر' کا مطلب یہ ہوا کہ ہسپتال میں ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔

بغیر والدین کے بچوں کی پرورش کون کرسکتا ہے؟

اس فقرے کے دو مطلب ہوسکتے ہیں۔ اوّل: وہ بچے جن کے والدین نہ ہوں اُن کی پرورش کون کرسکتا ہے؟ دوئم: والدین کے علاوہ بچوں کی پرورش کون کرسکتا ہے؟

آپ کے بغیر تقریب میں رونق نہیں تھی۔

بغیر یعنی چھوڑنا

کیا وہ میرے بغیر سیر کو جائیں گے؟ کیا میرے بغیر آپ کا یہ کام ہوجائے گا؟ وغیرہ

بغیر یعنی وجہ

بنا کسی بات کہ وہ تو روٹھ گئے ہیں۔

وہ تو بغیر وجہ کے روٹھ گئے۔

وہ تو بلاوجہ روٹھ گئے

یعنی اُن کے روٹھنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔

ہم اُن کے گھر بنا بتائے پہنچ گئے۔

ہم اُن کے گھر بتائے بغیر پہنچ گئے۔

یعنی ہم نے انہیں اطلاع نہیں کی کہ ہم آرہے ہیں۔

بن

بنا کو مختصر شکل 'بن' بھی استعمال ہوتی ہے۔ جیسے

بن ماں کے بچے

یعنی ایسے بچے جن کی ماں نہ ہو۔

اسی طرح لفظ 'بغیر' کی مختصر شکل 'غیر' بھی استعمال ہوتی ہے۔ جیسے غیراحمدی مسلمان، غیراہم بات، غیرمناسب رویہ، غیرممکن خیالات، ان تمام محاوروں میں 'غیر' اپنے بعد آنے والے الفاظ کی نفی کررہا ہے۔ یعنی غیراہم بات کا مطلب ہے ایسی بات جو اہم نہیں ہے۔ حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے:

غیرِ ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے مرے فلسفیو زورِ دعا دیکھو تو

یعنی ایک فلسفی تو سمجھتا ہے کہ مادی قوانین کے لحاظ سے ایک ناممکن بات ممکن نہیں ہوسکتی مگر دعا ایک ایسی طاقت ہے جو غیرممکن کو ممکن کردیتی ہے۔

For/ therefore/ sake/ get/ got

لئے خاطر یا

اس حرفِ ربط کو سمجھنے کے لیے چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔ عام طور پہ یہ حرف کسی کی ملکیت ظاہر کرتا ہے۔ یا یہ ظاہر کرتا ہے کہ فلاں چیز کسی کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے

میں جلسہ میں شمولیت کی خاطر (حرفِ ربط) برطانیہ آیا ہوں۔

ہم جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے (حرفِ ربط) یہاں آئے ہیں۔

لئے بمعنٰی قوت وصلاحیت

میرے لئے (حرفِ ربط) یہ کام بہت آسان ہے۔

یعنی میری صلاحیت اور طاقت کے لحاظ سے یہ کام سرانجام دینا آسان ہے۔

لئے بمعنٰی رائے

یہ بات آپ کے لیے جھوٹ ہوگی میرے لئے تو یہی سچ ہے۔

یعنی میری رائے میں۔

لئے بمعنٰی لے لینا Get

میں نے اس سے پیسے لے لئے (فعل) ہیں۔

ہم نے ان کے مکانوں کے پتے لے لئے (فعل) ہیں۔

یہاں لئے دراصل ورب 'لینا' کی ایک شکل ہے۔

لئے بمعنٰی پانا

تم نے ابا سے کتنے روپے لئے (فعل)۔

یہاں بھی لئے دراصل ورب 'لینا' کی ایک شکل ہے

/Cross/ across/ pierce

یہ بھی ایک حرفِ ربط ہے۔ اس اک استعمال اور مطالب جاننے کے لیے ہم چند سادہ مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

ہم دریا کے اُس پار جانا چاہتے ہیں۔

یعنی دریا کے کہ ایک کنارے سے دوسرے کنارے پر بذریعہ کشتی یا تیر کر جانا۔

خدا تعالیٰ نے ہی اس مشکل وقت میں ہماری کشتی پار لگائی۔

یعنی یہاں 'پار' کا معنیٰ کامیاب ہونا ہے

اس گلی کے پار ہمارا سکول ہے۔

یعنی اس گلی کے اختتام پر سکول واقع ہے۔

تیر یا گولی اس کے سینے کے پار ہوگئی۔

یعنی سینے میں داخل ہوکر پار باہر نکل گئی یا نکل آئی۔

اس پُل کے پار سارا جنگل ہے۔

یعنی پُل کے اوپر سے گزرتے ہی جنگل شروع ہوجاتا ہے۔

Behind/ on the backside of/ rear/ reverse/ support/ Backing پیچھے

یہ حرفِ ربط اردو میں وسیع معنیٰ رکھتا ہے۔ دیکھتے ہیں مثالوں کے ذریعے اس کے کیا کیا مطالب اور استعمال سامنے آتے ہیں۔

اس مکان کے پیچھے ایک میدان ہے۔ جہاں ہم کھیلتے ہیں۔

جگہ کے لحاظ سے یہ حرفِ ربط بتاتا ہے کہ کون سی چیز کس چیز کے بعد واقع ہے۔

میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔

یعنی مجھے پوری طرح فالو کرو۔

دیکھنا ہوگا کہ اس تحریک کے پیچھے کون ہے۔

یہاں پیچھے کا معنیٰ ہے چھپی ہوئی طاقت یا مدد۔

اپنی گاڑی پیچھے لے جائیں۔

یہاں پیچھے کا مطلب ہے ریورس کرنا۔ ایک جگہ سے پیچھے کی طرف ہٹ جانا۔

میں نے نہیں دیکھا ذرا اس ویڈیو کو پیچھے کرو۔

یعنی ویڈیو کو دوبارہ دیکھنا۔

یہاں لفظ استعمال ہوا ہے ''دوبارہ'' اس کی تفصیل اگلے سبق میں پیش کی جائے گی۔

ہمارا بچہ پڑھائی میں پیچھے رہ گیا ہے۔

یہاں پیچھے کا مطلب ہے کمزور یعنی تعلیمی میدان میں اچھی کارکردگی نہیں دکھاسکا۔

انسان جب پیچھے مُڑ کے دیکھتا ہے تو اداس ہوجاتا ہے۔

یہاں پیچھے کا مطلب ہے ''ماضی'' کی طرف دیکھنا اس زمانے کو یاد کرنا جو گزر گیا ہو۔

(باقی ان شاء اللہ آئندہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انمول روحانی مائدہ ’’الفضل‘‘

مکرم ایڈیٹرصاحب روزنامہ الفضل

السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ الفضل کا ہرشمارہ علمی و روحانی مضامین پر مشتمل دلکش اورخوبصورت گلدستہ کی صورت میں موصول ہوتا ہے۔گزشتہ دنوں بذریعہ فون گفتگو کرتے ہوئے آنمکرم نے الفضل کے قارئین کی تعداد میں غیرمعمولی اضافہ کا ذکر کیا تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفتہ المسیح کی رہنمائی میں ادارہ الفضل کے جملہ کارکنان بھرپور محنت اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے شب و روز اسکی ترقی میں مصروف ہیں،جسکی ایک چھوٹی سی مثال روزنامہ الفضل کا پہلا صفحہ ہے جس میں ایک ہی مضمون پر مشتمل ارشاد باری تعالیٰ کا انتخاب،اور اسی کے مطابق حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم،رشحات قلم سلطان القلم اورفرمان خلیفہ وقت ہوتا ہے۔

جب سید نا حضرت عیسٰی علیہ اسلام کے حواریوں نے آسمان سے مائدہ نازل ہونے کا مطالبہ کیا تھا تب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے مائدہ عطا فرمایا مگر مسیحی قوم نے اس کی قدر نہ کی اور دنیوی عیش وعشرت میں مشغول ہوگئے تب اللہ تعالیٰ نے ان سے روحانی مائدہ چھین کر بنو اسماعیل کو عطا فرمایا اور سید الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس روحانی مائدہ کی تکمیل فرمائی اور اب اس زمانے میں سید نا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان روحانی خزائن کو انتہائی فراخ دلی اور وسعت سے لٹانا شروع کیا۔آپ فرماتے ہیں :

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

اب ہمارے دور میں اللہ تعالی نے اپنے فضل سے خلفاء احمدیت کی بدولت جماعت احمدیہ کو روحانی مائدہ بصورت الفضل آن لائن عطا فرمایا ہے۔جو ہمارے لئے روحانی غذا لے کر آسمانی فضاؤں کو عبور کرتا ہوا روزانہ علی الصبح ہمارے گھروں میں پہنچ جاتا ہے۔جس میں ہماری روح کی غذا کے لئے طرح طرح کے لذیذ اورخوشنما روحانی کھانے اور پھل مضامین کی صورت میں مہیا ہوتے ہیں۔

ان سے مستفیض ہونا ہمارا فرض اولین ہے۔ کلام الٰہی اور صفات باری تعالیٰ کا حسن ۔سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور آپ کے روحانی فرزند حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی مقدس تحریرات۔ خلفاء احمدیت کے پاکیزہ ارشادات۔صحابہ کرام کے ایمان افروز واقعات۔تبلیغ اسلام کے لئےمسلم جماعت احمدیہ کے مبلغین اور داعیان الی اللہ کی جدو جہد کی رپورٹس اورسعید فطرت روحوں کے قبول اسلام و احمدیت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ، تاریخی اورسائنسی وعلمی مضامین، پیارے خلیفتہ المسیح کی مختلف ممالک کی مجالس عاملہ سے ورچوئل ملاقات کی تفاصیل اور ارشادات، فقہی مسائل غرضیکہ ہرروحانی مزاج کے مریض کا روحانی علاج و تقوی اور طہارت وقرب الٰہی کے حصول کے ذرائع نیز خدام، انصار، لجنہ اوراطفال و ناصرات سب کی دینی و روحانی ترقی اور رہنمائی کے زریں ہدایات پر مشتمل الفضل کا شمارہ روحانی مائدہ لیکر ہمارے موبائل فونز، لیپ ٹاپس اور کمپیوٹرز کے ذریعہ میسر ہوتا ہے اس روحانی مائدہ سے استفادہ کرنا احباب جماعت پر منحصرہے۔ خلفاء احمدیت نے الفضل کے قارئین کی علمی وروحانی ترقی کے لئے خداوند تعالیٰ کے حضور پرسوز دعائیں کی ہیں۔ ان دعاؤں کا مستحق بننے کے لئے ہراحمدی کو الفضل کے روحانی مائدہ سے استفادہ کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے ۔

اللہ تعالی ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے- اور ادارہ الفضل کے جملہ کارکنان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرماتے ہوئے انہیں حسنات دارین سے نوازے اور اس کے قارئین و معاونین کے علم وعرفان میں اضافہ فرمائے ۔آمین

والسلام

عبدالستارخان مبلغ سلسلہ و نمائندہ الفضل آن لائن

کولمبیا وکیوبا

2021/10/03

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب۔سسکاٹون، کینیڈا سے لکھتی ہیں۔

18ستمبر 2021ء کے روزنامہ الفضل میں کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے بارے ہدایات بعنوان ’’ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ‘‘ پڑھا۔ آپ نے کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ سے متعلق پچاس راہنما اصولوں کو بیان کر کے یقیناً میرے جیسے نئے لکھنے والوں پر بڑا احسان کیا ہے۔ اُمید کرتی ہوں کہ یہ محنت شاقہ سے لکھے گئے تمام نکات روزنامہ الفضل آن لائن کے تمام قلمی معاونت کرنے والوں اور قارئین کے لیے ہرلحاظ سے ممد ومعاون ثابت ہونگے۔ان شاءاللہ !اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو اور اس کارِ خیر میں آپ کا معاون و مددگار بھی۔آمین

- مکرمہ عائشہ چوہدری ۔جرمنی سے لکھتی ہیں :

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدام الاحمدیہ (یوکے) کے اجتماع میں شمولیت کی تصاویر اور وڈیوز سوشل میڈیا پر دیکھی تھیں مگر آپ نے جس انداز میں ان لمحات کا ذکر کیا ہے وہ ان لائیو وڈیوز اور تصاویر سے کہیں زیادہ خوبصورت اور متاثر کن ہے ۔اللہ تعالی ہم سب کو اپنے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالی کی ہر بات ہر لفظ ہر حکم کو اپنے اندر اتارنے کی توفیق دے اور ہم سب ان کی اطاعت کرنے والے ہوں ۔آمین

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر ایک انتہائی ضروری بات جس پر ہر احمدی کو نظر رکھنی چاہئے وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی طرف مستقل توجہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 2 نومبر 2018ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

مرسلہ: سید عمار احمد

14 اکتوبر 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	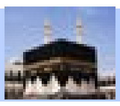	05:00	17:57
مدینہ منورہ	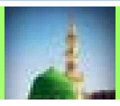	05:01	17:56
قادیان	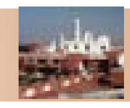	05:10	17:58
ربوہ	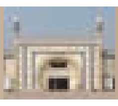	04:50	17:37
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:55	18:12